برصغیر میں علم اصول فقہ کا ارتقاء

(چودھویں صدی ہجری)

ڈاکٹر فاروق حسن

اسسٹنٹ پروفیسر، ہیومینیٹیز ڈپارٹمنٹ این ای ڈی یونیورسٹی، کراچی

Abstract

The works of usul al-fiqh (principles of Islamic Jurisprudence) describe how the sources of ethical and legal knowledge are evaluated and interpreted, and how new laws might be derived when the sources seem to provide no answer. Muslim jurists have been composing usul works for over a millennium, and the science of usul has developed a detailed and sophisticated system of ethical and legal justification and derivation. This paper explores how the complexity of Islamic legal heritage made accessible to a wider range of people by Religious Scholars of Sub-continent. Despite the fact that most of the work was related to Shuruh (Commentaries) Hawashi (foot-notes) and Taliqat etc. on many previous textbooks of usul, The induction of Kalaam and Balagha in the Genre of Usul al-fiqh with classical discourse was also obvious in their works of usul.Juristic diversity was appreciated by people of Sub-Continent but Hanafi scholars contribution in usul was dominated for many reason.This paper is based on qualitative, historical, archival and descriptive research, discusses production of great works in Usul al-fiqh (principles of Islamic Jurisprudence) by Muslim scholars of Sub-Continent, and covers the period from 1882 A.D-1979 A.D, contains the authors brief treaties in chronological order.

key Words: Usul al-fiqh, Sub-continent, ethical and legal, Scholars, Heritage

چودھویں صدی ہجری (۱۸۸۲ء۔۱۹۷۹ء) میں برصغیر کے مسلمان تاریخ کے ایک نئے دور اور تجربے سے گذرے۔ جنگ عظیم اوّل ودوئم شروع ہو کر ختم ہوئیں، خلافت عثمانیہ اور پھر برطانوی عہد کا خاتمہ ہوا، ہندوستان کی تقسیم اور پاکستان کا قیام عمل

میں آیا۔۱۹۱۳ء/۱۳۳۱ھ میں مچھلی بازار کانپور کی مسجد میں احتجاج کرنے والوں اور پُر امن جلوس کے شرکاء پر برطانوی فوج کی گولیوں سے ۷۰ مسلمان شہید ہوگئے اور بے شمار کو گرفتار کیا گیا مقدمات قائم کئے گئے۔۱۹۱۹ء/۱۳۳۷ھ میں برطانوی حکومت نے مالابار کے موپلا مسلمانوں پر تحریکِ آزادی ہند میں حصّہ لینے کی پاداشت میں مظالم کئے۔۱۹۲۶ء/۱۳۴۴ھ میں مہاسبھائیوں اور آریا سماجیوں نے شدھی سنگھٹن تحریک شروع کی جس کا مقصد مسلمانوں کو ہندو بنانے کی کوشش کرنا اور اسلام کا مذاق اڑانا تھا۔ان نامساعد حالات کے باوجود برصغیر کے علماء ومشائخ نے فن اصولِ فقہ میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔اس مقالہ میں چودھویں صدی ہجری کے ان اصولیین کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے جن کی تحریری خدمات کی کسی ذریعے سے ہمیں اطلاع ہوسکی۔اور ساتھ ہی بعض کتابوں سے متعلق مختصراً شروح وحواشی کے تفصیلی مراجع کی نشاندہی کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے۔اس مقالہ میں اہل اصول کو ان کی تاریخ وفات کی ترتیب کے لحاظ سے بیان کیا گیا ہے۔

امیر علیؒ بن معظم علی الحسینی ملیح آبادی لکھنوی (۱۲۷۴ھ-۱۳۰۰ھ بعدہ (یا ۱۳۳۷ھ) نے لکھنؤ میں سکونت اختیار کی اور وہیں وفات پائی۔قاضی بشیر الدین عثمانی القنوجی وغیرہ سے اصول وکلام ومنطق وحکمت کی تعلیم حاصل کی۔علم حدیث دہلی میں محدث نذیر حسین دہلوی (متوفی ۱۳۲۰ھ) سے حاصل کیا۔تیس برس تک ندوۃ العلماء لکھنؤ سے وابستہ رہے۔مطبع نول کشور سے وابستہ ہوکر کتابوں کی تصحیح اوران پر حاشیہ لکھنے کی خدمات بھی انجام دیتے رہے انہوں نے ہندوستان کے مختلف مدارس اور جدہ میں تدریس کی۔انہوں نے ''التوضیح والتلویح ''پر ایک مفصل حاشیہ لکھا۔(۱) التنقیح متن ہے جو صدر الشریعہ الاصغر حنفی، عبیداللہ بن مسعود تاج الشریعہ (متوفی ۷۴۷ھ/ ۱۳۴۶ء) نے لکھا۔التوضیح اس متن کی شرح ہے جو خود صاحب متن صدر الشریعہ الاصغرؒ نے لکھی۔بعد میں علامہ سعد الدینؒ التفتازانی شافعی (متوفی ۷۹۲ھ/۱۳۸۹ء) نے ''التلویح فی کشف حقائق التنقیح ''کے نام سے ''التنقیح '' کی شرح لکھی ان تینوں یعنی ''التنقیح والتوضیح والتلویح ''پر کثرت سے حواشی، شروح وتعلیقات لکھے گئے صرف ''التلویح ''پر حواشی وتعلیقات کی تعداد کم ازکم ۵۷ ہے۔(۲) جبکہ ''التنقیح والتوضیح ''پر شروح وحواشی وتعلیقات کی تعداد کم ازکم ۲۵ ہے۔(۳)

واضح رہے کہ التنقیح والتوضیح والتلویح پر برصغیر پاک وہند کے متعدد علمائے کرام نے ان پر شروح، شرح الشرح، حواشی وتعلیقات وغیرہ لکھے۔مثلاً: جمال الدین دہلوی، عبداللہ بن محمد حسین (متوفی ۷۵۰ھ/۱۳۴۹ء) معروف بہ نقرہ کار نے التنقیح کی شرح لکھی اور اس کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے زین الدین قاسم بن قطلو بغا حنفی (متوفی ۸۷۹ھ/۱۴۷۴ء) نے اس شرح پر حاشیہ لکھا۔(۴) شاہ وجیہ الدین احمد بن سیّد نصر اللہ بن سیّد عماد الدین بن سید عطاء الدین گجراتی (متوفی ۹۹۸ھ/ ۱۵۸۹ء) نے حاشیہ علی التلویح لکھا۔(۵) سیّد ابوظفر ندوی نے اپنے مضمون ''حضرت شاہ وجیہ الدین علوی'' میں اس حاشیہ کا مختصر تعارف پیش کیا ہے جو مارچ ۱۹۳۳ء/ ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ میں معارف اعظم گڑھ ہندوستان سے شائع ہوا۔شیخ یعقوب بن حسن صرمی کشمیری (متوفی ۱۰۰۳ھ/۱۵۹۴ء)۔(۶) عبدالحکیم بن شمس الدین محمد ملک العلمیٰ سیالکوٹی حنفی (متوفی ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۶ء) نے حواش علی التلویح علی المقدمات الاربع تالیف کئے۔(۷) عبداللہ بن عبدالحکیم بن شمس الدین سیالکوٹی حنفی (متوفی ۱۰۸۰ھ یا ۱۰۹۳ھ) نے

شــرح التــنــقيــحــا و رالتـصــريــح بـغـوامـص التـلـويـح تالیف کی۔(۸) جمال الدین بن رکن الدین العمری چشتی گجراتی (متوفی ۱۱۲۴ھ/۱۷۱۲ء) نے التـلـويـح پر حاشیہ لکھا۔(۹) امان اللہ بن نور اللہ بن الحسین بنارسی حنفی (متوفی ۱۱۳۳ھ/۱۷۲۰ء) نے حـواشـی علی التلويح لکھے۔(۱۰) امین اللہ بن احمد لکھنوی حنفی متوفی (۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ء) نے حـاشيـه عـلـى التوضيح والتلويح لکھا۔(۱۱) اور نور الدین بن محمد صالح احمد آبادی گجراتی حنفی (متوفی ۱۱۵۵ھ/۱۷۴۲ء) وغیرہ نے بھی حواشی لکھے۔(۱۲)

سید حیدر علی رضوی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء) شیعہ عالم و مجتہد تھے۔ اپنے والد سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، زبدۃ الأصول، تہذیب الأصول اور مسلم الثبوت مولوی احمد علی محمد آبادی سے پڑھیں۔ لکھنؤ کے مدرسہ ایمانیہ میں تدریس کی، علم معقول ومنقول اور شعر وادب میں مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے زبدۃ الاصول کی شرح لکھی۔(۱۳)

ابوالحسنات، محمد عبدالحیؒ بن محمد عبدالحلیم بن محمد امین فرنگی محلی لکھنوی حنفی (۱۲۶۴ھ-۱۳۰۴ھ/۱۸۴۸ء-۱۸۸۶ء) باندہ (اتر پردیش) میں پیدا ہوئے اور لکھنؤ میں وفات و تدفین ہوئی۔ انہوں نے اپنے والد، ماموں اور دوسرے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ وہ پہلی بار ۱۲۷۹ھ/۳-۱۸۶۲ء میں اپنے والد کے ہمراہ اور دوسری بار ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء میں زیارت حرمین سے مشرف ہوئے مکہ معظّمہ میں شیخ الشافعیہ سید احمد دحلان سے ان تمام علوم کی اجازت حاصل کی جو ان کو اپنے شیوخ سے حاصل تھی وہ کثیر الدرس اور کثیر التصانیف تھے۔ (۱۴) مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے مـقـدمه عمدة الرعاية في حل شرح الوقايه میں اپنی ۸۷ تصنیفات کے نام تحریر کیے ہیں ان کے فتاویٰ مجموعۃ الفتاویٰ کے نام سے تین جلدوں میں لکھنؤ سے ۹۰-۱۸۸۹ء میں چھپ چکے ہیں۔ هــديـة العارفین میں ان کا نام محمد بن عبدالحیٔ مذکور ہے الفوائد البهيه اور نزهة الخواطر میں ان کا نام محمد عبدالحیٔ مذکور ہے۔

نـزهــة الـخـواطـر میں اصول وفروع میں ان کی کامل دسترس کو ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے: ''ولـه فـی الأ اصول والـفـروع قـوة كاملة وقدرة شامله، وفضيلة تامة، واحاطة عامة... ''(۱۵) ولی الدین ندوی کے مطابق انہوں نے التـوضـيـح والتـلـويـح پر حاشیہ لکھا۔(۱۶) اور امام لکھنوی نے خود اپنے اس حاشیہ کا ذکر کتاب النافع الکبیر میں۔(۱۷) اور اسی طرح شیخ محمد عبدالباقی نے حسـرة الفحول میں بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔(۱۸) شیخ المراغیؒ کے مطابق ان کی مجموعی تالیفات ۱۴۰ تک جا پہنچتی ہیں اور انہوں نے کتاب ''اكـام الـنـفـائـس فی اداء الاذكار بلسان فارس'' بھی اصول میں لکھی تھی۔(۱۹) تذکرۂ علمائے ہند میں اس طرح مذکور ہے۔ آكام النفا يس فی اداء الاذكار في لسان فارس. نزهة الخواطر میں اس کو عبدالحیٔ کی فقہ وحدیث کی کتابوں کی فہرست میں شمار کیا گیا ہے۔(۲۰)

محمد حسن بن ظہور حسن بن شمس علی، بنی اسمٰعیل سنبھلی (۱۲۶۴ھ-۱۳۰۵ھ/۱۸۴۸ء-۱۸۸۸ء) نے سنبھل شہر میں ولادت ونشونما اور وفات پائی اور پہلے سنبھل اور پھر رام پور اور بدایوں جا کر تعلیم حاصل کی۔ ان کے اساتذہ میں مفتی عبدالسلام سنبھلی، مولانا عبدالکریم خان، مولانا محمد قاسم نانوتوی، اور مولانا یونس علی بدایونی وغیرہ شامل ہیں وہ نول کشور پریس سے بھی وابستہ رہے۔ وہ حضرت عبداللہ بن سلام صحابی کی اولاد میں سے تھے اس لیے بنی اسرائیلی کہلاتے تھے۔(۲۱) انہوں نے مختلف مدارس عربیہ میں تدریس کرنے کے ساتھ کئی کتابیں بھی تصنیف کیں۔ انہوں نے ''شـرح بـالـقـول عـلـى أصول الشاشي'' تالیف کی۔(۲۲)

تذکرۂ علمائے ہند کے مطابق انہوں نے اصول الشاشی پر حاشیہ لکھا تھا۔(۲۳)

عباس قلی خانؒ (متوفی ۱۳۰۵ھ بعدہ/ ۱۸۸۷ء بعدہ) نے ''عمدة الحواشی علی أصول الشاشی''، لکھی جو اصل کتاب کے ساتھ چھپ چکی ہے۔(۲۴)

عباس بن علی بن جعفر بن ابی طالب بن نورالدین بن نعمت اللہ موسوی، جزائری، تستری، لکھنوی (۱۲۲۴ھ-۱۳۰۶ھ/ ۱۸۰۹ء-۱۸۸۸ء) کے دادا جعفر بن طالب نے ہندوستان آ کر لکھنؤ شہر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت حاصل کی۔اور پھر امجد علی شاہ کے زمانہ میں مدرسہ سلطانیہ میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں۔۱۲۶۱ھ/ ۱۸۴۵ء میں دیوان وزارت میں افتاء کی ذمہ داری سونپی گئی۔بادشاہ اودھ نے آپ کو تاج العلماء اور افتخار الفضلاء کا لقب دیا تقریباً ڈیڑھ سو کتابیں لکھیں۔ اصول فقہ میں کتاب ''خلاصة جامع الأصول'' تالیف کی۔(۲۵)

نواب محمد صدیق حسن خانؒ بن علی ابن لطف اللہ ابوالطیّب الحسینی البخاری قنوجی هندی (۱۲۴۸ھ-۱۳۰۷ھ/ ۱۸۳۲ء-۱۸۸۹ء) بریلی میں پیدا ہوئے اور پھر اپنے آبائی وطن قنوج آ گئے پھر حصول علم ورزق کے لیے بھوپال آئے۔ریاست بھوپال کی ملکہ نواب شاہجہاں بیگم سے نکاح کیا۔آئمہ فقہ خاص کر امام ابوحنیفہؒ اور تصوف سے سخت بدگمان تھے مگر اس کے باوجود احناف کے طریقے پر نماز ادا کرتے۔آمین بالجہر نہیں کہتے ہاتھ کو سینے پر نہیں باندھتے تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین نہیں کرتے ایک ہی رکعت کا وتر کرتے اور تراویح میں ۸ رکعتیں پڑھتے۔تقریباً تین سو کتابیں اور کتابچے عربی، فارسی اور ہندی میں لکھے۔المراغی نے ان کی اجتہاد و تقلید پر ان دو کتابوں کا ذکر کیا ہے الاقليد لأدلة الاجتهاد والتقليد فی علم الاصول یہ کتاب مطبعہ الجوانب القسطنیہ سے ۱۲۹۶ھ میں اور دوسری کتاب الطريقة المثلى فی الارشاد الى ترک التقليد واتباع ماهو الاولى مطبعہ الجوانب آستانہ سے ۱۲۹۶ھ میں ۵۹ صفحات میں طبع ہوئی اور پھر دار ابن حزم بیروت سے ۱۴۳۱ھ میں ابوعبدالرحمٰن سعید معشاشہ کی تحقیق، تعلیق اور تخریج احادیث کے ساتھ شائع ہوئی۔نواب صاحب نے اپنے حالات میں کتاب البقاء المنن بالقاء المحن لکھی جو بھوپال سے شائع ہوئی جبکہ ان کی مکمل ومفصل سوانح عمری ماثر صدیقی معروف بہ سیرت والا جاہی نے نام سے ان کے صاحبزادے نواب علی حسن خان بہادر نے چار جلدوں میں مرتب کی جو مطبع نول کشور لکھنؤ سے ۲۵-۱۹۲۴ء میں شائع ہوئی۔انہوں نے کتاب ''حصول المامول من علم الاصول''، لکھی جو کہ محمد بن عبداللہؒ الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء) کی کتاب ''ارشاد الفحول الی تحقيق الحق من الاصول'' کی تلخیص ہے۔(۲۶) ارشاد الفحول کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب مختلف مطابع سے کئی بار چھپ چکی ہے یہ کتاب مطبعہ الجوانب القسطنیہ سے ۱۲۹۶ھ میں شائع ہوئی تھی۔دکتور شعبان محمد اسماعیل کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں مصر، دار الکتبی (سن ندارد) سے، مطبع السعادۃ سے ۱۳۲۷ھ میں اور مصر مکتبہ المنیر یہ سے ۱۳۴۷ھ میں اور مصر مکتبہ الحلبی سے ۱۳۵۶ھ میں اور ریاض، مکتبہ دار الفضیلۃ سے ۱۴۲۱ھ میں دو جلدوں میں ابوحفص سامی بن العرب الاثری مصری کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن السعد اور جامع ریاض کلیہ شریعہ کے استاد سعد بن ناصر بن عبدالعزیز الشثری کی تقدیم کے ساتھ بھی طبع ہو چکی ہے۔

''حصول المامول'' پہلی مرتبہ قاہرہ دارالصحوۃ سے مقتدی حسن الازھری کی تعلیق کے ساتھ ۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۵ء میں چھپی تھی۔ امام محمد بن علی الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے بہت سے مقامات میں برصغیر کے پہلے اصولی صفی الدین محمدؒ بن عبدالرحیم بن محمد ہندی دھلوی الشافعی (۶۴۴ھ۔۷۱۵ھ/ ۱۲۴۶۔۱۳۱۵ء) کی کتاب نهاية الوصول الى علم الاصول سے نقل کیا ہے۔ جس کا ذکر دکتور محمد شعبان نے ارشاد الفحول کے تحقیقی مقدمہ میں کیا ہے۔ دراصل امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ) نے ''المحصول فی علم الاصول'' تالیف کی۔ شیخ صفی الدین نے ''نهاية الوصول الى علم الاصول'' کے نام سے اس کی شرح لکھی جو تین مجلدات پر مشتمل تھی۔ اوراب یہ شرح ''نهاية الوصول فی دراية الاصول'' کے نام سے صالح بن سلیمان الیوسف اور دکتور سعد بن سالم الشریح کی تحقیق کے ساتھ ۸ مجلدات میں مکۃ المکرّمہ، المکتبہ التجاریہ (سن ندارد) سے چھپ چکی ہے۔

السید ابوالحسن کشمیری امامی لکھنوی معروف بہ امیر ابو صاحب (۱۲۶۰ھ۔۱۳۱۳ھ/ ۱۸۴۴ء۔۱۸۹۵ء) نے کتاب ''اسعاف المامول شرح زبدة الأصول'' تالیف کی جو ۱۳۱۲ھ میں لکھنؤ سے چھپ چکی ہے۔ (۲۷)

عبدالحق بن فضل حق بن فضل امام العمری خیر آبادی حنفیؒ (۱۲۴۴ھ۔۱۳۱۶ھ/ ۱۸۲۸ء۔۱۸۸۹ء) فن منطق وحکمت اور دوسرے علوم میں کمال رکھتے وہ علوم عقلیہ میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے وہ مولانا فضل حق خیر آبادی کے صاحبزادے اور شاگرد تھے جنہیں انگریزوں نے غدر کے الزام میں دریائے شور کی سزا دی اور اسی اسیر وقید کی حالت میں آپ کا انتقال جزیرہ انڈمان میں ہوا۔ وہ رئیس رام پور کے دربار میں اعزاز کے ساتھ وابستہ تھے۔ (۲۸) جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں دہلی میں تھے والد کی گرفتاری پر لکھنؤ پہنچ کر پیروی کی۔ خیر آباد، ٹونک، اور پھر مدرسہ عالیہ کلکتہ میں خدمات انجام دینے لگے۔ نواب کلب علی خان رامپوری کی خواہش پر رامپور آئے جہاں نواب نے ان کی شاگردی اختیار کی۔ وہ تقریباً چودہ برس تک حاکم مدافعہ اور مدرسہ عالیہ رامپور کے عمید رہے شاہ اللہ بخش تونسوی سے چشتیہ سلسلہ میں بیعت کی۔ انگریز حکومت نے انہیں شمس العلماء کا خطاب دیا۔ (۲۹) انہوں نے اصولِ فقہ میں کتابیں لکھیں جیسے شرح مسلم الثبوت للبهاری رودکوثر میں لکھا ہے کہ ''مسلم الثبوت'' فقہ اور اصولِ فقہ سے متعلق ایک بلند پایہ کتاب ہے اور علامہ بحر العلومؒ اور دوسرے علماء نے اس پر حاشیے لکھے ہیں۔ (۳۰) ''مسلم الثبوت'' پر متعدد شروح لکھی گئیں۔ مثلا: عبدالعلی محمد بن نظام الدین الانصاریؒ الہندی (متوفی ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء) نے اس کی ایک عمدہ شرح لکھی اور اس کا نام ''فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت'' رکھا۔ (۳۱) کتب خانہ مدرسہ محمدی باغ دیوان صاحب مدراس میں جوان کے خود تحریر کردہ مخطوطات ہیں ان میں ایک شرح مبادی المسلم دو جلدوں پر ہے۔ اس کی دوسری جلد کے مزید دس نسخے ہیں جن میں سے بعض مخطوطات پر شرح مبادی المسلم اور بعض پر فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت تحریر ہے۔ عبدالحق فرنگی محلّی (متوفی ۱۱۸۷ھ/ ۱۷۷۳ء) نے بھی ''شرح مسلم الثبوت''، لکھی۔ (۳۲) محب اللہؒ بن عبدالشکور العثمانی الصدیقی بہاری حنفی (متوفی ۱۱۱۹ھ/ ۱۷۰۷ء) نے مسلم الثبوت لکھی اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب مدارس میں بطور نصابی کتاب شامل رہی اس کتاب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ متاخرین علمائے اصول فقہ کے طریقہ تدوین پر لکھی جانے والی کتابوں میں سب سے زیادہ دقیق اور جامع کتاب ہے۔ اس میں ابن الہمامؒ حنفی (متوفی ۸۶۱ھ/ ۱۴۵۶ء) کی ''التحرير'' اور تاج الدینؒ السبکی شافعی

(متوفی ۷۷۱ھ/ ۱۳۶۹ء) کی کتاب **جمع الجوامع** کے انتہائی ایجاز واختصار کے باوجود بڑے واضح اور سہل انداز میں فقہی اصول بیان کئے گئے ہیں۔اس کے علاوہ شرح **حصول المامول للنواب صدیق حسن خان** (۳۳) بھی تالیف کی۔

سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی زیدیؒ (۱۲۲۰ھ۔۱۳۲۰ھ/ ۱۸۰۵ء۔۱۹۰۲ء) بہار کے ضلع مونگیر سورج گڑھ میں پیدا ہوئے عرصۂ دراز تک دہلی میں رہے ان کا خاندان علم وفضل دولت وجاہت میں ممتاز تھا۔پٹنہ، دہلی، غازی پور، بنارس اور کانپور جا کر تعلیم حاصل کی۔مولانا اخوند قندھاری اور مولانا جلال الدین ہروی سے معقولات کی کتابیں پڑھیں۔فقہ حنفی مین عدیم النظیر سمجھے جاتے تھے۔سرسید احمد خانؒ نے آثار الصنادید میں فقہ واصول فقہ میں ان کی دسترس کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔اس کا اندازہ ان کے فتاویٰ سے بھی ہوتا ہے۔انہوں نے مسجد اورنگ آبادی میں اپنا مستقل حلقہ درس قائم کیا جہاں اصول فقہ سمیت فنون درسیہ کے ہر شعبہ کی تعلیم دیتے۔ان کے حلقہ درس میں ہندوستانی طلبہ کے علاوہ حجاز، یمن، نجد، شام، حبش، افریقہ، تیونس، الجزائر، کابل، غزنی، قندھار، پشاور، سمرقند، بلخ، بخارا، داغستان، ایشائے کوچک، ایران، خراسان، مشہد، ہرات اور چین وغیرہ کے طلبہ بھی شامل تھے۔مولانا عبدالرقیب کے مطابق انہوں نے فن اصولِ فقہ پر کتاب معیار الحق تالیف کی تھی۔(۳۴) دراصل یہ کتاب تقلید کے بارے میں ہے۔مولانا ارشاد حسین رامپوری (۱۲۴۸ھ۔۱۳۱۱ھ/۱۸۳۲ء۔۱۸۹۳ء) نے انتصار الحق کے نام سے اردو زبان میں ۴۱۶ صفحات پر کتاب لکھی جو معیار الحق کا رد ہے۔یہ کتاب آئنن موجود ہے۔(۳۵)

قاضی عبدالحق بن محمد اعظم کابلی حنفیؒ (متوفی ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء) کی کابل میں ولادت ونشونما اور بھوپال میں وفات ہوئی۔ ہندوستان کے مختلف شہروں کے علمی اسفار کئے علماء ومشائخ سے تحصیل علم کیا۔حج وزیارت کیلئے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔وہ شام وعراق بھی گئے۔ہندوستان واپس آئے اور مدرسہ شاہجہانیہ میں استاد مقرر کئے گئے مفتی اور پھر قاضی کے منصب پر فائز کئے گئے انہوں نے کئی کتابیں بھی لکھیں۔انہوں نے التلویح پر حاشیہ لکھا۔(۳۶)

سید محمد حسین بن بندہ حسین بن محمد بن دلدار علی حسینی نقوی نصیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۷ھ۔۱۳۲۵ھ) لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔وہ شیعہ تھے فقہ، اصول، کلام اور تفسیر کی درسی کتب اپنے والد سے پڑھیں عراق کا سفر کیا اور علماء ومشائخ سے استفادہ کیا کئی سال تک تدریس کرتے رہے۔انہوں نے **زبدة الأصول** کی شرح تالیف کی۔(۳۷) دراصل **زبدة الأصول** کے مصنف بہاؤالدین، محمد بن حسین بن عبدالصمد الحارثی العاملی الہمدانی (متوفی ۱۰۳۱ھ/۱۶۲۲ء) ہیں۔جو شام میں پیدا ہوئے اور طوس میں مدفون ہیں۔

ظہیر احسن بن سبحان علی نیموی عظیم آبادی حنفی (متوفی ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء) حصول علم کے لیے لکھنؤ گئے علامہ عبدالحیٔ بن عبدالحلیم لکھنوی اور دوسرے علماء سے استفادہ کیا۔ انہوں نے کتاب ''**اوشحة الجید فی تحقیق الاجتهاد و التقلید**'' تالیف کی۔(۳۸)

عبدالحکیم بن محمد نور بن الحاج میرزا افغانی حنفی (۱۲۵۱ھ۔۱۳۲۶ء/ ۱۸۳۵ء۔۱۹۰۸ء) نے ''**تعلیقات علی شرح المنار للعلائی الحصکفی**'' اور ابن عابدین پر حواشی لکھے۔(۳۹)

عبدالحق حقانی بن محمد امیر دہلوی حنفی (متوفی ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء) فقیہ اور مفسر تھے پنجاب کے علاقہ انبالہ میں پیدا ہوئے۔ کانپور، مراد آباد، اور دہلی جا کر علماء و مشائخ سے اکتسابِ فیض کیا۔ دہلی میں تدریس کی۔ تفسیر حقانی سمیت کئی کتابیں بھی لکھیں۔ انہوں نے اصول فقہ میں کتاب ''**النامی شرح الحسامی لمحمد بن محمد الاخسیکشی فی الاصول**'' تالیف کی جو ہندوستان سے ۱۳۱۰ھ میں چھپ چکی ہے۔ (۴۰) النامی مع الحسامی کراچی مکتبۃ البشری سے ۳۶۰ صفحات میں ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء میں بھی چھپ چکی ہے۔ علامہ حسام الدین محمد بن محمد الاخسیکثی حنفی (متوفی ۶۴۴ھ/ ۱۲۴۶ء) نے ''**المنتخب الحسامی**'' لکھی یہ اصول فقہ میں ایک اہم کتاب ہے اس کا شمار جامع اور مشکل متون میں ہوتا ہے اس کی ایک خصوصیت مسائل کے بیان کرنے میں اختصار ہے۔ اس پر زیادہ تر حواشی، شروح و تعلیقات وغیرہ عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں لکھے گئے۔ (۴۱)

احمد بن نقی علیؒ بن رضا علیؒ بن کاظم شاہؒ بن سعادت یارؒ معروف بہ شاہ احمد رضا خان بریلوی حنفیؒ (۱۲۷۲ھ۔۱۳۴۰/ ۱۸۵۶ء۔۱۹۲۵ء) بریلی یوپی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد قندھار، افغانستان سے ہجرت کر کے پہلے لاہور اور پھر بریلی میں قیام پذیر ہو گئے۔ آپ کے والد اور دادا اپنے زمانے کے مشہور فقیہ و عالم تھے والد سے تعلیم حاصل کی جنہوں نے کم از کم ۲۵ کتابیں ضرور تالیف کیں۔ آپ کے اساتذہ میں شاہ آلِ رسول مارہروی، علامہ احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ مکرمہ، علامہ عبدالرحمٰن مکی، علامہ حسین بن صالح مکیؒ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ چودہ سال کی عمر میں علوم عقلیہ و نقلیہ میں کمال کر لیا تھا۔ اردو ہندی، فارسی اور عربی زبانوں میں فقہ و اصول فقہ سمیت ۵۰ سے زائد علوم و فنون پر سینکڑوں کتابیں لکھیں۔ وہ ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں پہلی بار اور پھر ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۶ء میں زیارتِ حرمین شریفین کیلئے تشریف لے گئے۔ (۴۲)

اعلیٰ حضرت امام شاہ احمد رضا خانؒ نے بحر العلوم عبدالعلی لکھنوی حنفی (متوفی ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء) کی ''**فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت فی أصول الفقه**'' پر حواشی لکھے جو تقریباً ۱۷۱ صفحات میں ہیں۔ اس کے غیر مطبوعہ خطیہ نسخہ کی فوٹو اسٹیٹ کاپی میرے پاس موجود ہے جو کراچی میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی لائبریری سے حاصل کی گئی ہے۔ اس کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے: **قوله غوامض القران قديراً ولقد تصدی لتخاطبه فی إطلاق القدير غيره....وفيه خلف والراجح المنع.......** اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ نے اس کتاب کے حوالے اپنی دوسری کتابوں میں بھی دیے ہیں جس سے کتاب کی ان کی طرف نسبت درست ہونے کی تصدیق ہو جاتی ہے مثلاً وہ اپنی کتاب ختم نبوت میں ایک مسئلہ کی وضاحت میں فرماتے ہیں: **وقد تكلمت فی المسٔلة علی هامش فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت لبحر العلوم بما يكفی ويشفی فانی اجدنی فيها اركن واميل الی قول ساداتنا الاشعرية رحمهم الله تعالی ورحمنا بهم جميعا والله اعلم بالصواب فی كل باب**[میں نے فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت کے حاشیہ پر یہ مسئلہ کھول کر بیان کر دیا ہے وہاں میں نے اشعریہ کی طرف میلان کا اظہار کیا ہے] (۴۳) واضح رہے کہ مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت متعدد بار چھپ چکے ہیں جیسے مطبع بولاق مصر سے ۱۳۲۲ھ میں دو جلدوں میں، دار الکتب العلمیہ بیروت سے ۱۴۲۳ھ میں عبداللہ محمود محمد عمر کی تحقیق کے ساتھ، اور دار الارقم بن ابی الارقم لبنان سے (س ن) شیخ محمد رمضان کے اعتناء سے دو جلدوں میں چھپ چکے ہیں۔

اس کے علاوہ امام شاہ احمد رضاؒ خان نے فقہ میں ''فتاویٰ رضویہ'' تالیف کی۔ یہ کتاب تخریج اور عربی عبارات کے ترجمہ کے ساتھ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور سے ۲۰۰۶ء میں ۳۰ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے اس میں جگہ جگہ اصول فقہ کی بحثیں اور مسائل منتشرہ صورت میں نظر آتے ہیں۔ وہ مسلم الثبوت، فواتح الرحموت سمیت اصول فقہ کی بنیادی کتابوں سے عبارات نقل کر کے استدلال واستنباط کرتے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں تقلید کے ساتھ ساتھ اجتہادی رنگ بھی نمایاں نظر آتا ہے شاہ احمد رضا اپنے فتاویٰ میں اصولِ فقہ اور فتاویٰ نویسی کے اصول وآداب المفتی کی پابندی کرتے ہوئے فقہائے سلف سے اختلاف بھی کرتے ہیں۔

ابوبکرؒ بن عبدالرحمٰن بن محمد بن شہاب الدین العلوی الحسینی شافعی (متوفی ۱۲۶۲ھ-۱۳۴۱ھ/ ۱۸۴۶ء-۱۹۲۲ء) حضر موت میں ولادت اور حیدر آباد دکن میں وفات ہوئی۔ انہوں نے ''الترياق النافع بايضاح وتكميل مسائل جمع الجوامع'' تالیف کی یہ کتاب دو اجزاء میں ہے اور حیدر آباد دکن سے ۱۳۱۷ھ میں طبع ہو چکی ہے۔ (۴۴)

سید ابوالحسن بن نقی شاہ ابن امیر شاہ رضوی لکھنوی، کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۶ھ-۱۳۴۲ھ/ ۱۸۴۹ء-۱۹۲۳ء) شیعہ عالم تھے ان کی لکھنؤ میں ولادت ونشوونما ہوئی حج وزیارت کیلئے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ زیارت کے لیے کربلا گئے وہاں عراق کے علماء سے علم وفیض حاصل کیا پھر ہندوستان واپس آ کر درس وتدریس میں مشغول ہو گئے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ آپ نے **واسعاف المأمول شرح زبدة الأصول** تصنیف کی۔ (۴۵)

قیام الدین، عبدالباری بن عبدالوہاب بن عبدالرزاق انصاری فرنگی محلی لکھنوی (۱۲۹۵ھ-۱۳۴۴ھ/ ۱۸۷۸ء-۱۹۲۵ء) لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ ہندوستان کے علماء سے اکتساب علم کیا اور پھر ۱۳۲۲ھ میں حج وزیارت کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے وہاں کے مشائخ سے حدیث کی سند حاصل کی۔ ان کی کوششوں سے فرنگی محلی میں مدرسہ نظامیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ وہ وہاں تدریس، تصنیف وتالیف میں مشغول ہو گئے۔ اصول فقہ میں کتاب **ملهم الملكوت شرح مسلم الثبوت** لکھی۔ (۴۶)

مولانا حکیم سید برکات احمد ٹونکی (متوفی ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۹ء) ٹونک میں پیدا ہوئے مناظر حسن گیلانی ان کے شاگردوں میں سے تھے۔ ان کی ۴۸ تصانیف (مطبوعہ اور غیر مطبوعہ) شمار کی گئی ہیں جو عربی، اردو اور فارسی میں ہیں ان کی غیر مطبوعہ تصانیف میں تنویر المنار شامل ہے جو مولانا بحر العلوم کی شرح منار (فارسی) کا عربی ترجمہ ہے۔ (۴۷)

حکیم نجم الغنی خان رامپوری (۱۲۷۶ھ-۱۳۵۱ھ/ ۱۸۵۹ء-۱۹۳۲ء) کی رامپور میں ولادت ووفات ہوئی۔ انہوں نے تاریخ اودھ پر بھی کتاب لکھی تھی جو مطبع نول کشور لکھنؤ سے ۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی۔ انہوں نے ''**مزيل الغواشي شرح أصول الشاشي**'' یہ اردو زبان میں اصول الشاشی کی ایک بہترین شرح ہے یہ کتاب میر محمد کتب خانہ کراچی (سن ندارد) سے چھپ چکی ہے۔ بعد میں طلبہ کی سہولت وآسانی اور استفادہ کے پیش نظر اس کتاب کو کچھ تغیر وتبدل کے ساتھ، متن کی عبارت کو ٹکڑوں میں کر کے سوالیہ، جوابیہ انداز پر اسحاق صدیقی نے مرتب کیا اور اس کا نام ''معلم الاصول'' رکھا جسے مکتبہ شرکت علمیہ ملتان نے شائع کیا۔

فضل حق بن عبدالحق رامپوری حنفی (۱۲۷۳ھ-۱۳۵۸ھ) کی رامپور میں ولادت وفات ہوئی۔ قرآن کریم حفظ کیا۔ بریلی، علی گڑھ اور رامپور میں تعلیم حاصل کی۔ رامپور کے مدرسہ عالیہ کے صدر مدرس رہے۔ اس کے علاوہ کلکتہ میں بھی تدریس کی۔ کئی

کتابیں لکھیں۔انہوں نے ''التلویح'' پر حاشیہ لکھا۔(۴۸)

مشتاق احمد بن مخدوم بخش بن نوازش علی حنفی انصاری، انبیٹھوی (۱۲۷۳ھ۔۱۳۶۰ھ/ ۱۸۵۶ء۔۱۹۴۱ء)، سہارن پور کے علاقہ انبیٹھ میں پیدا ہوئے۔علم حاصل کیا اور تدریس کی۔انہوں نے کتاب **رفيق الطريق فی أصول الفقه** تالیف کی۔(۴۹)

سید سبط حسین بن رمضان علی حسینی سبزواری جائسی لکھنوی (متوفی ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۷ء) شیعہ عالم تھے ان کی لکھنؤ میں ولادت ونشونما ہوئی۔شیخ ابوالحسن بن بندی حسین وغیرہ سے علوم عقلیہ ونقلیہ میں کمال حاصل کیا۔عراق جا کر مرزا محمد حسین شہرستانی سے استفادہ کیا اجتہاد کی اجازت حاصل کی اور پھر ہندوستان واپس آ کر درس وتدریس، تصنیف وتالیف میں مشغولیت اختیار کی نزهة الخواطر میں ہے''**وكانت له اليد الطولى فی اصول الفقه** ''(ترجمہ اصول فقہ کے مسائل میں انہیں مہارت حاصل تھی)۔ انہوں نے کتاب مناهج الاصول تالیف کی۔(۵۰)

قاضی ظفر الدین بن امام الدین لاہوری حنفی (چودھویں صدی ہجری) علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت حاصل کی اور پھر لاہور شہر کے مدرسہ عالیہ میں مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔وہ لاہور سے عربی زبان میں ایک ماہانہ رسالہ''**نسیم الصباء**'' بھی نکالتے تھے۔انہوں نے کئی کتابیں لکھیں۔فن اصول فقہ میں **نيل المرام فی أصول الأحكام** لکھی۔(۵۱)

عبدالکریم ٹونکی حنفی (چودھویں صدی ہجری) پیشہ کے لحاظ سے خطاط تھے عربی لغت اور اشعار کی تقطیع میں مہارت رکھتے تھے۔ نزهة الخواطر میں ہے:''**منها شرح على رسالة الشيخ اسماعيل بن عبد الغنى الدهلوى فی أصول الفقه** ''۔(۵۲) (ترجمہ فن اصول فقہ میں شیخ اسماعیل بن عبدالغنی دہلوی کی کتاب کی شرح لکھی)۔شیخ محمد علی حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۵۵ھ ۔وفات چودھویں صدی ہجری) عاقہ مشہد کے دیہات طبس میں پیدا ہوئے عراق ونجف کے علماء سے علم حاصل کیا۔حرمین شریفین حج وزیارت کے لیے تشریف لے گئے ممبئی اور پھر حیدرآباد جا کر مستقل رہائش اختیار کر لی۔وہ مسلکاً شیعہ تھے۔فن اصول فقہ میں کتاب **مفاتيح الأصول** تالیف کی۔(۵۳)

خلاصہ یہ کہ برصغیر کے علمائے کرام نے علم اصول فقہ کی تعلیم وتعلم کے لیے ہندوستان کے مختلف شہروں کے سفر کیے اور کبھی اپنے شہر سے سکونت ترک کر کے دوسری جگہ آباد ہو گئے۔متعدد اہل اصول نے حجاز مقدس جا کر حج وعمرہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ وہاں طویل قیام کیا حرمین شریفین کے اور وہاں مختلف ممالک سے آئے ہوئے علماء سے اکتساب فیض کیا۔اور عثمانیوں کے قائم کردہ کتب خانوں سے بھرپور استفادہ کیا۔ ہندوستان واپس لوٹنے والے علمائے اہل اصول درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور علمی حلقات میں مشغول ہو گئے۔اس مقالہ میں برصغیر کے ان ستائیس کی فن اصولِ فقہ پر انتیس کتابوں کی نشاندہی کی گئی ہے جن کا تعلق چودھویں صدی ہجری سے تھا۔اس دور کے اکثر اہل اصول حنفی المذہب تھے۔اہل اصول اور کتابوں کی تعداد سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ صرف یہی تحریری خدمات رہی ہوں گی۔فن اصولِ فقہ میں درس وتدریس اور حل المشکلات میں تو بہت سے اساتذہ ومشائخ کا تذکرہ ملتا ہے لیکن جن اہل اصول کی تصنیف وتالیف کے بارے میں ہمیں آگاہی ہوسکی صرف ان کا ذکر کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس فن کی بہت سی کتابیں اور وہ کتابیں جن میں اس صدی کے اہل اصول کی تحریری خدمات قلمبند ہوں وہ بے

توجہی، ناقدری اور حوادث زمانہ کی نذر ہو کر مفقود ہو گئی ہوں یا اب بھی کہیں مخطوطات کی صورت میں علماء و باحثین کی توجہ کی منتظر ہوں۔ بہر حال چودھویں صدی ہجری میں برصغیر کے علماء و مشائخ نے اپنی بساط کے مطابق، سیاسی، معاشی و معاشرتی انحطاط کے باوجود گرانقدر خدمات انجام دیں۔ اس دور کے اہل اصول نے زیادہ تر توجہ ماضی میں لکھی گئی ان کتابوں (جیسے اصول بزدوی، حسامی، المنار، تلویح و توضیح، الشاشی) کی تشریحات، حواشی و تعلیقات وغیرہ پر مرکوز رکھی جو خراسان اور ماوراء النہر میں متداول تھیں اور وہاں کے اہل اصول نے ان کتابوں کو ہندوستان میں درس و تدریس کے ذریعے متعارف کروایا تھا۔ اور اصول فقہ کی ان کتابوں کو عصری جامعات کی بعض کلیات میں بھی شامل نصاب کیا گیا ہے اس لیے گذشتہ کئی عشروں سے علمائے کرام دینی مدارس کے نصاب میں شامل اصول فقہ کی کتابوں کے اردو زبان میں ترجموں، ان کی تلخیص و تسہیل میں مصروف نظر آتے ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ محمد مظہر بقا، معجم الأصولیین (مکۃ المکرّمہ، جامعہ ام القری ۱۴۱۴ھ) ج ۱، ص ۲۷۴-۲۸۳
۲۔ فاروق حسن، فن اصول فقہ کی تاریخ، عہد رسالت مآب ﷺ تا عصر حاضر (کراچی، دارالاشاعت ۲۰۰۶ء) ص ۴۳۵-۴۳۱۔ ۳۔ ایضاً
۴۔ الحسنی، عبدالحی بن فخر الدین، نزھۃ الخواطر (بیروت، دار ابن حزم، ۱۹۹۹) ج ۲، ص ۱۷۱-۱۷۰
۵۔ فاروق حسن، برصغیر میں فن اصول فقہ کا ارتقائی و تحقیقی مطالعہ، مجلۃ الکلیہ الشرعیہ اور ینٹیل کالج میگزین، لاہور، ۲۰۱۰ء ص ۱۷۱-۱۷۰
۶۔ فن اصول فقہ کی تاریخ، ص ۴۲۹-۴۳۵
۷۔ بغدادی، اسماعیل باشا، ھدیۃ العارفین فی اسماء المؤلفین و آثار المصنفین (بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۲ھ) ج ۵، ص ۵۴
۸۔ برصغیر میں فن اصول فقہ کا ارتقائی و تحقیقی مطالعہ، ص ۱۷۶-۱۷۱ ۹۔ نزھۃ الخواطر، ج ۶، ص ۷۰۹ ۱۰۔ نزھۃ الخواطر، ج ۶، ص ۷۹،
۱۱۔ فاروق حسن، مغلیہ دور کے عہد زوال میں فن اصول فقہ کا ارتقائی مطالعہ (پشاور، شیخ زید مرکز اسلامی، جون ۲۰۱۲ء) ص ۸۴-۸۵
۱۲۔ نزھۃ الخواطر، ج ۶، ص ۸۵۴ ۱۳۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۲۲۰
۱۴۔ رحمان علی، مولوی، تذکرہ علمائے ہند/ مرتبہ و ترجمہ محمد ایوب قادری (کراچی، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، ۲۰۰۳ء) ص ۲۵۶-۲۵۵
۱۵۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۲۶۸ ۱۶۔ ندوی، ولی الدین، الامام عبدالحئ لکھنوی (دمشق، دار القلم ۱۹۹۵ء) ص ۱۹۵ ۱۷۔ ایضاً ۱۸۔ ایضاً
۱۹۔ الفتح المبین فی طبقات الاصولیین، ج ۳، ص ۱۵۸ ۲۰۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۲۷۰-۱۲۶۸ ۲۱۔ تذکرہ علمائے ہند، ص ۴۸۱
۲۲۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۳۵۵-۱۳۵۴ ۲۳۔ حاشیہ تذکرہ علمائے ہند، ص ۴۸۱ ۲۴۔ معجم الاصولیین، ص ۱۴-۱۱
۲۵۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۲۵۷-۱۲۵۶ ۲۶۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۲۵۰-۱۲۴۶ ۲۷۔ معجم الاصولیین، ج ۲، ص ۴۳
۲۸۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۲۶۳ ۲۹۔ تذکرہ علمائے ہند، ص ۲۷۶
۳۰۔ محمد اکرم، شیخ، رود کوثر، (لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۷۹ء) ص ۴۷۶ ۳۱۔ معجم الاصولیین، ج ۱، ص ۲۲۴ ۳۲۔ ایضاً
۳۳۔ گیلانی، مناظر احسن، پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت (لاہور، مکتبہ رحمانیہ، سن ندارد) ج ۱، ص ۳۶۶-۳۵۶،
۳۴۔ حقانی، عبدالرقیب، ارض بہار اور مسلمان (کراچی، علمی اکیڈمی فاؤنڈیشن، ۲۰۰۴ء) ص ۱۷۷-۱۷۲
۳۵۔ http://archive.org/stream/IntisarulHaq/IntysarUlHaq#page/n413/mode/2up
۳۶۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۲۶۴ ۳۷۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۳۵۷ ۳۸۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۲۵۶
۳۹۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۲۶۴ ۴۰۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۲۶۴ ۴۱۔ فن اصول فقہ کی تاریخ، ص ۳۱۹-۳۱۸
۴۲۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۱۸۲-۱۱۸۰،
۴۳۔ بریلوی، احمد رضا خان مجموعہ رسائل (کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی ۱۹۷۵ء) ج ۳، ص ۳۶۳ ۴۴۔ معجم الاصولیین، ج ۱، ص ۷
۴۵۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۱۶۶ ۴۶۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۲۵۹
۴۷۔ خان، ساجد حسن، علمائے ٹونک کی دینی و علمی خدمات (پی ایچ ڈی مقالہ) سندھ یونیورسٹی جامشورو (۲۰۰۳ء) ص ۸۱-۷۳
۴۸۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۳۲۶ ۴۹۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۳۸۰ ۵۰۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۲۳۳
۵۱۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۲۵۴ ۵۲۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۲۹۰ ۵۳۔ نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۱۳۶۸